

خطبہ جمعہ

[یہ خطبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ یوم جمعہ کو مسجد دارالاسلام
میں پڑھا گیا]

خطبہ مسنونہ کے بعد :-

آج خدا نے آپ کے لیے دو مبارک دل جمع کر دیے ہیں۔ ایک جمعہ جس کو عید المومنین کہا گیا ہے۔ دوسرے
بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم پیدائش۔ اگرچہ شریعت میں حضور کے یوم پیدائش کو عید قرار نہیں دیا گیا ہے، اور
نہ اس کے لیے کسی قسم کے مراسم مقرر کیے گئے ہیں۔ لیکن اگر مسلمان یہ سمجھ کر کہ یہ خدا کے سب سے بڑے نبی اور دنیا کے سب
سے بڑے ہادی کی پیدائش کا دن ہے، اور یہ وہ دن ہے جس میں انسان کے لیے خدا کی سب سے بڑی نعمت ظہور
میں آئی، اس کو عید کی طرح سمجھیں تو کچھ بے جا نہیں ہے۔ البتہ اس عید کے منانے کی یہ صورت نہیں ہے کہ خوب
کھانا پوچھا چاغاں کرو، جلوس اور جھنڈے نکالو، اور محض اپنی دل لگی کے لیے فضول نمائشی کام کرنے لگو۔ ایسا کرو گے
تو تم میں اور جاہل قوموں میں کوئی فرق نہ رہے گا۔ جاہل قومیں بھی اپنی تاریخ کے بڑے بڑے واقعات کی یاد میں
ٹھیلوں اور جلوسوں سے مناتی ہیں۔ اگر تم نے بھی ان کے میلوں اور تہواروں کی نقل اتاری تو جیسے وہ ہیں ویسے ہی
تم بھی بن کر رہ جاؤ گے۔ اسلام نے تو یادگار منانے کا نیا ہی ڈھنگ نکالا ہے۔ سب سے بڑی یادگار حضرت ابراہیم
کی قربانی ہے جسے منانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے عید اضحیٰ کی نماز اور قربانی اور حج و طواف کا طریقہ مقرر کیا ہے۔ اس
تم غور کرو تو اندازہ کر سکتے ہو کہ مسلمان کو اپنی تاریخ کے بڑے بڑے واقعات کی یاد کس طرح منانی چاہیے۔ تم کو
سوچنا چاہیے کہ ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ کس لحاظ سے تمہارے لیے اہمیت رکھتی ہے۔ اس لحاظ سے نہیں کہ عرب
کے ایک شیخ کے گھر میں آج ایک بچہ پیدا ہوا تھا۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ آج اس پیغمبر عظیم کو خدا نے زمین پر بھیجا جس کے

فدیہ سے انسان کو خدا کی معرفت حاصل ہوئی جس کی بدولت انسان نے حقیقت میں انسان بننا سیکھا جس کی ذات تمام جہان کے لیے خدا کی رحمت تھی، اور جس نے روئے زمین پر ایمان اور عمل صالح کا نور پھیلایا۔ پس جب اس تاریخ کی اہمیت اسی لحاظ سے ہے، تو اس کی یادگار بھی اس طرح منانی چاہیے کہ آج کے روزہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور دنوں سے زیادہ پھیلاؤ آپ کے اخلاق اور آپ کی ہدایات سے سبق حاصل کرو، اور کم از کم آپ کی تعلیم کا اتنا چرچا تو کرو کہ سال بھر تک اس کا اثر باقی رہے۔ اس طرح یادگار مناؤ گے تو حقیقت میں یہ ثابت ہوگا کہ تم یوم میلاد النبی کو سچے دل سے عید سمجھتے ہو۔ اور اگر صرف کھاپی کرو اور دل لگیاں ہی کر کے رہ گئے تو یہ مسلمانوں کی سی عید نہ ہوگی بلکہ جاہلوں کی سی عید ہوگی جس کی کوئی وقعت نہیں۔

آج کے دن کی مناسبت سے میں بھی آج کا خطبہ اسی تقریب کے متعلق دوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں فرمایا ہے کہ ہم نے جو نبی بھی بھیجا ہے، اسی لیے بھیجا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ اس لحاظ سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے، کیونکہ آپ بھی اللہ کے نبی ہیں۔ لیکن اس عام حکم کے علاوہ اللہ نے جو خاص احکام مسلمانوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دیے ہیں وہ ہیں آپ کو سنا ہوں:

اے نبی لوگوں سے کہدو کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، خدا بھی تم سے محبت کرے گا۔

مومنوں کا کام تو یہ ہے کہ جب ان کو خدا اور رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ رسول ان کے معاملات میں فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔

کسی مومن مرد اور عورت کا یہ کام نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دے تو وہ پھر خود اپنے اختیار

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا

مَا كَانَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا الْمُؤْمِنَاتِ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمَا الْخِيَرَةُ

مِنْ أَمْرِ هُمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا.

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ
فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ
حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا.

بلکہ سیدھے سیدھے طریقہ سے اس کے آگے سر جھکا دیں۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ
أَمْرِكَ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ.

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ

اللَّهِ -

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ
كَدُّ عَاءٍ بَعْضُكُمْ بَعْضًا.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ
فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ
لَا تَشْعُرُونَ.

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

سے اس معاملہ میں کوئی حکم لگائیں جس نے اللہ اور رسول
کی نافرمانی کی وہ گمراہی میں بہت دور نکل گیا۔

اسے بنی قسم ہے تیرے پروردگار کی، وہ اس وقت تک ہرگز مومن
نہوں گے جب تک کہ وہ اپنے جھگڑاؤں کا فیصلہ تجھ پر نہ چھوڑیں
اور پھر جو فیصلہ تو کرے اس پر اپنے دل میں بھی وہ برا نہ مانیں

جو لوگ نبی کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں ان کو ڈرنا
پہنچے کہ کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔

تمہارا یہ کام نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول کو اذیت

دو۔

بیشک، جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں
اللہ ان پر دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت بھیجے گا۔

رسول کی بات کو تم ایسا نہ سمجھ لینا جیسے آپس میں تمہاری
ایک دوسرے کی بات ہوتی ہے۔

ایسے ایمان لانے والوں کی آواز کے مقابلہ میں آواز بلند نہ کرو
اور نہ اس سے اس طرح سختی کے ساتھ بات کرو جس طرح
آپس میں ایک دوسرے سے کر جاتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو
کہ تمہارے رب کے افعال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

تم کہیں ایسے لوگ نہ پاؤ گے جو اللہ اور آخرت کے دن پر

ایمان بھی رکھتے ہوں اور پھر ایسے لوگوں سے دوستی بھی کریں جو اللہ اور رسول کے دشمن ہوں۔ چاہے وہ ان کے باپ اور بیٹے اور بھائی اور رشتہ داری کیوں نہ ہوں۔

اسے بنی، لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تمہیں اپنے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تم کو خوف ہے، اور وہ گھر بار جو تمہیں پسند ہیں، اللہ اور اس کے رسول اور راہ خدا میں جہاد کی بہ نسبت زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو

الْآخِرُ يُؤْذُنُ مَنْ حَاذَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ وَأَبْنَاؤَهُمْ وَأُخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَأُخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَ أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ

اس وقت کا جب اللہ اپنا فیصلہ سنائے گا۔

اس مضمون کی ساری آیتیں یہاں کرنا مشکل ہے۔ میرا مقصد صرف اس قدر ہے کہ آپ مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ سمجھ لیں کہ آپ کا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق کیا ہے۔ یہ بات ان چند آیتوں سے آپ کو معلوم ہوگئی جو میں نے آپ کو سنائی ہیں۔ ان سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ کوئی شخص مسلمان ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری نہ کرے۔ اگر حضور کوئی حکم دیں، اور اس کے جواب میں آدمی کہے کہ میں اس کو نہیں مانتا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ دل میں ایمان ہی نہیں رکھتا۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ حکم سننے اور سیدھی طرح سر جھکا دے۔ چوں اور چراگے ساتھ ایمان نہیں رہ سکتا۔

اچھا، اب سنتے جائیے کہ حضور نے خدا کی طرف سے آپ کو کیا احکام دیے ہیں۔ پھر ہر شخص اپنی اپنی جگہ سوچتا جائے کہ وہ کتنا مسلمان ہے، اور کتنا ایمان اپنے دل میں رکھتا ہے۔

حضور کا ارشاد ہے کہ الْمُسْلِمُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ لَسَانُهُ يَدِينُ دِينَهُ الْمُسْلِمَانِ وَهِيَ

جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ یعنی جو زبان سے اپنے مسلمان بھائیوں کو تکلیف دے اور نہ ہاتھ سے۔

آپ نے فرمایا: کَلَا يُوْنَسَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ لَمْ يَجِدْ لَهُ مَآئِدَةً تَنْقُصُ - تم میں سے کوئی شخص غصہ یا ایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی بات پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ یعنی جس طرح تم خود اپنی بھلائی چاہتے ہو اسی طرح اپنے مسلمان بھائی کی بھی بھلائی چاہو۔ اور جس طرح تم اپنی بُرائی نہیں چاہتے اسی طرح اپنے بھائی کی بھی بُرائی نہ چاہو۔

حضرت ابوذر غفاری بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص سے میرا کچھ جھگڑا ہو گیا اور میری زبان سے ماں کی گالی نکل گئی حضور نے سن لیا اور فرمایا کہ اِنَّكَ اَهْرَءُفِيكَ جَاهِلِيَّةٍ۔ تم میں اب تک جاہلیت کا اثر باقی ہے۔ پوری طرح اسلام نہیں آیا۔

حضور کا فرمان ہے کہ منافق کی چار خصلتیں ہیں جس میں چاروں موجود ہوں وہ پورا منافق ہے۔ اور جس میں کوئی ایک خصلت ہو اس میں ایک حصہ نفاق کا بھی ہے۔ پہلی خصلت یہ ہے کہ حجب اس پر بھروسہ کر کے کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے۔ دوسری خصلت یہ ہے کہ حجب وہ بات کرے تو اس میں جھوٹ ضرور ملائے۔ تیسری خصلت یہ ہے کہ حجب وہ کسی سے وعدہ یا عہد و پیمان کرے تو اس سے پھر جائے۔ چوتھی خصلت یہ ہے کہ حجب کسی سے اس کا جھگڑا ہو تو وہ بد کلامی پر اتر آئے یا اپنے مخالف کو ناجائز طریقوں سے نیچا دکھانے کی کوشش کرے۔

آپ نے فرمایا کہ المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یُسْلَمُہ ومن کان فی حاجۃ
 اخیه کان اللہ فی حاجتہ ومن فرج عن مسلم کربة فرج اللہ عنه کربة من
 کربات یوم القیمۃ ومن ستر مسلماً سترہ اللہ یوم القیمۃ یعنی مسلمان مسلمان کا
 بھائی ہے۔ وہ اپنے حق پر ظلم کرے گا اور نہ اس کو کسی ظالم کے حوالہ کرے گا۔ جو شخص اپنے کسی بھائی کی حاجت

پوری کرنے میں لگا ہوا اللہ بھی اس کی حاجت پوری کرنے میں لگ جاتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو کسی سے بچائے گا اللہ اس پر روزِ حشر کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف کم کر دے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کا عیب چھپائے گا اللہ بھی قیامت کے روز اس کا عیب چھپائے گا۔

حضور نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ہم مظلوم کی مدد تو کریں گے مگر ظالم کی مدد کیسے کریں؟ فرمایا اپنے ظالم بھائی کی مدد یہ ہے کہ اس کا ہاتھ پکڑ لو تاکہ وہ ظلم نہ کر سکے۔ ایک اور موقع پر فرمایا کہ اتق دعوة المظلوم فانھا ابیس بینہا و بین اللہ سبحاب مظلوم کی بدد سے ڈرو کیونکہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے یعنی وہ سیدھی عرشِ الہی تک پہنچتی ہے۔

حضور کا ارشاد ہے کہ جس نے اپنے کسی بھائی کی حق تلفی کی ہو یا اس کی عزت یا اس کے مال یا کسی اور چیز کو نقصان پہنچایا ہو وہ اسی دنیا ہی کی زندگی میں اس کی تلافی کرنے ورنہ اگر اُس دن پراٹھا رکھا جس میں روپیہ پیسہ کچھ نہ ہوگا بلکہ انسان کے پاس صرف اعمال ہی اعمال ہوں گے تو اس دن اسے یا تو اپنے نیک اعمال میں سے اس کو بدلہ دینا ہوگا یا پھر مظلوم کے گناہوں میں سے کچھ بوجھ اُس پر سے اتار کر ظالم پر ڈال دیا جائے گا۔

آپ نے فرمایا کہ جس نے کسی کی بالشت بھر زمین بھی ماری اس کے گلے میں قیامت کے روز سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ تین گناہ سب سے بڑے ہیں ایک خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا دوسرے والدین کی نافرمانی اور ان کے حق سے بے پروائی کرنا تیسرے جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔

حضور نے فرمایا کہ جبریل نے ہمسایہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے لیے مجھ سے اتنی بار کہا کہ مجھے شک ہونے لگا کہ ہیں ہمسایہ کو وراثت میں شریک نہیں کر دیا جائے گا۔ ایک دوسری حدیث میں حضور نے فرمایا کہ وہ شخص ہرگز ایمان نہیں رکھتا، ہرگز ایمان نہیں رکھتا، ہرگز ایمان نہیں رکھتا جس کا ہمسایہ اس کی شرارت سے ڈرتا ہو۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص ایمان رکھتا ہو وہ اپنے ہمسایہ کو تکلیف نہ دے، اپنے مہمان کے ساتھ عزت پیش

آئے، اور حیب زبان کھولے تو بھلائی کے لیے کھولے ورنہ چُپ رہتے۔

حضور نے فرمایا کہ قیامت کے روز خدا کے ہاں بدترین آدمیوں میں سے وہ شخص ہوگا جو دو منہ رکھتا ہو یعنی دو منہ فرقیوں میں سے ایک کے پاس جائے تو اس کی سی کہے اور دوسرے کے پاس جائے تو اس کی سی کہنے لگے۔ آدمی کے منہ پر کچھ بات کہے اور بیٹھے پیچھے کچھ اور کہے۔

حضور کا ارشاد ہے کہ بین العبد و بین الکفر ترک الصلوٰۃ۔ آدمی اور کفر کے درمیان ترک نماز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اسلام سے کفر تک پہنچنے کے لیے ایک درجہ بیچ میں ہے اور وہ نماز چھوڑ دینے کا درجہ ہے۔ اگر تم نے نماز چھوڑ دی تو گویا تم کفر اور اسلام کے بیچ میں لٹک رہے ہو۔ ایک قدم آگے بڑھے اور کفر کی حد میں پہنچ گئے۔ ایک موقع پر حضور نے فرمایا کہ جو لوگ اذان کی آواز سن کر گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں، میرا جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔

نماز کی تاکید میں حدیثیں تو بہت ہیں مگر صرف یہ دو حدیثیں ہیں نے آپ کو سنائی ہیں جن سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ کلمہ کیسا زبردست ہے اور اس کی نافرمانی کے معنی کیا ہیں۔ یہ بات تو اس فرض کے متعلق ہے جس سے آج کل مسلمان عام طور پر غافل ہو رہے ہیں۔ دوسری بات اُس گناہ کے متعلق بھی سن لو جو مسلمانوں کو سب سے زیادہ تباہ کر رہا ہے یعنی سود حضور نے صاف فرمایا ہے کہ سود کا لینا، دینا، اس کی دستاویز لکھنا اور اس پر گواہی دینا، سب حرام ہیں، اور ان میں سے جو فعل بھی انسان کرے گا، اس کی سزا جہنم ہوگی۔

بھائیو، عید میلاد النبی آپ مناتے ہیں، بڑی خوشی کی بات ہے۔ مگر صرف اتنا عرض کروں گا کہ اپنے سردار کے دربار میں حاضر ہونے وقت ذرا یہ بھی سوچ لیجا کیجیے کہ کیا منہ لے کر ہم اس رُوح پاک کا سامنا کر رہے ہیں۔ ایک خادم سے معمولی قصور ہو جائے تو وہ اپنے صاحب کے سامنے جاتا ہوا ڈرتا ہے اور منہ چھپاتا پھرتا ہے۔ پھر کیا منہ لے کر ان کے سامنے جائیں جن کے ایک دہائیں، خدا جانے کتنے فرمانوں کی روزِ خلاف و زری کرتے ہیں۔ خدایا! مجھ کو بھی اپنے نبی کے اتباع کی توفیق دے اور میرے بھائیوں کو بھی۔